گلدستۂ موضوعی مشاعرہ

جامعہ کی کہانی شاعروں کی زبانی

نگراں

پروفیسر جسیم احمد

کنوینر و اعزازی ڈائریکٹر

مرتب

ڈاکٹر واحد نظیر

منتظم سکریٹری

شائع کردہ

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

سرپرست اعلیٰ

پروفیسر مظہر آصف

شیخ الجامعہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ

سرپرست

پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی

مسجّل، جامعہ ملیہ اسلامیہ

کنوینر

پروفیسر جسیم احمد

اعزازی ڈائریکٹر، اے پی ڈی یو ایم ٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ

گلدستۂ موضوعی مشاعرہ
جامعہ کی کہانی شاعروں کی زبانی

نگراں

پروفیسر جسیم احمد

مرتّب

ڈاکٹر واحد نظیر

شائع کردہ

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

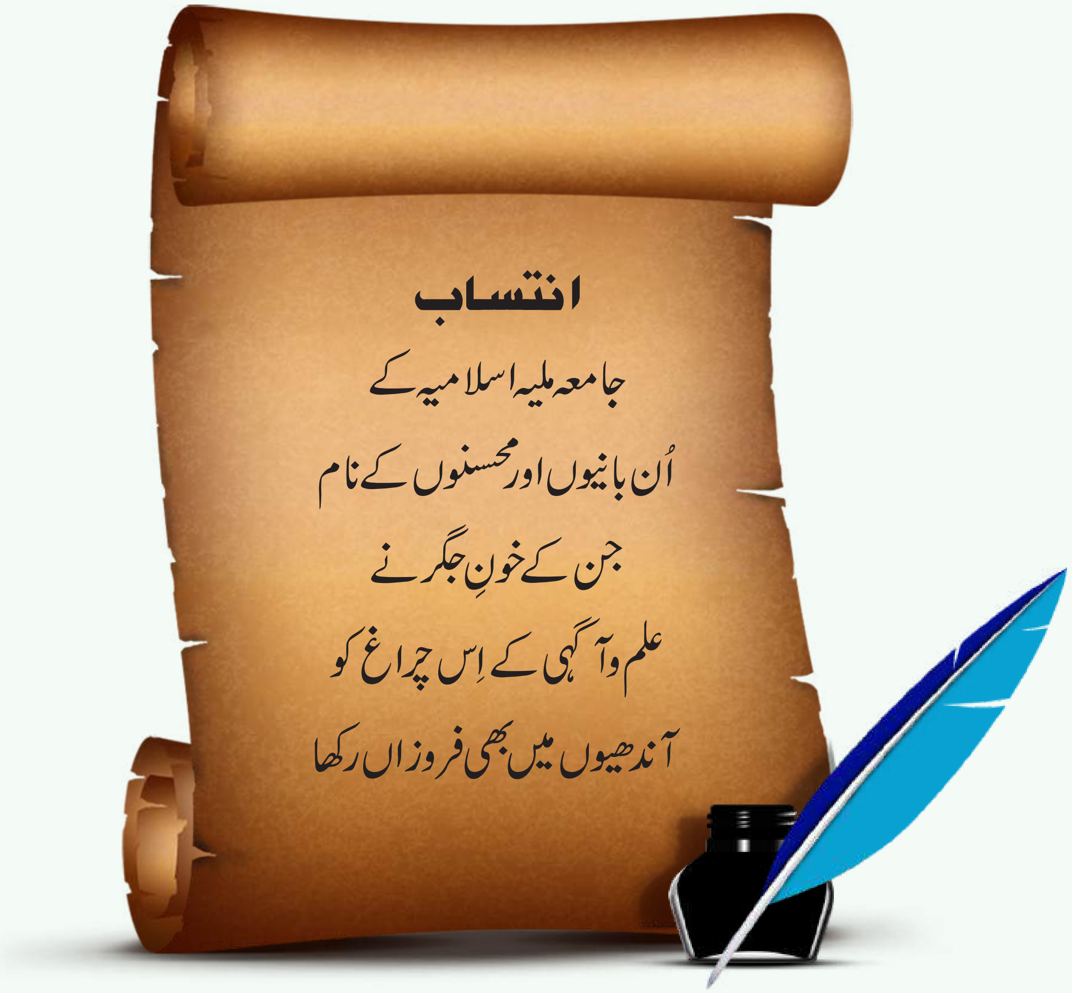

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ

ISBN: 978-93-48299-64-2

گلدستۂ موضوعی مشاعرہ ’جامعہ کی کہانی شاعروں کی زبانی‘

نگراں : پروفیسر جسیم احمد

مرتب : ڈاکٹر واحد نظیر

اشاعتِ اوّل : ۲۰۲۶ء

ناشر : اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

مطبع : کریٹیو اسٹار پبلی کیشنز، نئی دہلی
موبائل: 8851148278 / 9958380431

مشمولات

	تشکّر نامہ	پروفیسر جسیم احمد	۴
	مرتّب نامہ	ڈاکٹر واحد نظیر	۵

فہرستِ شعرا

۱۔	پروفیسر شہپر رسول	سابق صدر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۶
۲۔	پروفیسر احمد محفوظ	شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۷
۳۔	پروفیسر کوثر مظہری	صدر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۸
۴۔	ڈاکٹر خالد مبشر	ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۹
۵۔	ڈاکٹر محمد احمد نعیمی	شعبۂ اسلامیات، ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی	۱۰
۶۔	ڈاکٹر ایم۔آر۔قاسمی	معروف شاعر، دہلی	۱۱
۷۔	جناب افضل منگلوری	معروف شاعر، منگلور	۱۲
۸۔	جناب احمد علوی	معروف شاعر، دہلی	۱۳
۹۔	ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا	معروف شاعرہ، دہلی	۱۴
۱۰۔	ڈاکٹر عادل حیات	معروف شاعر، دہلی	۱۵
۱۱۔	ڈاکٹر خان محمد رضوان	گیسٹ فیکلٹی، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۱۶
۱۲۔	محترمہ خالدہ پروین بیتاب	معروف شاعرہ، جموں	۱۷
۱۳۔	ڈاکٹر امتیاز رومی	اسسٹنٹ پروفیسر (کونٹریکچوَل)، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ	۱۸
۱۴۔	جناب سفیر صدیقی	ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۱۹
۱۵۔	ڈاکٹر واحد نظیر	اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی	۲۰

تشکّر نامہ

پروفیسر جسیم احمد
اعزازی ڈائریکٹر
اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ایک سو پانچواں یومِ تاسیس کئی لحاظ سے تاریخ ساز رہا۔ شیخ الجامعہ عزت مآب پروفیسر مظہر آصف صاحب کی سرپرستی اور رجسٹرار پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی صاحب کی قیادت میں منعقد ہونے والا یہ پہلا یومِ تاسیس تھا۔ چھ دنوں تک جاری اس تاریخی جشن کے موقع پر مختلف ادبی، علمی اور ثقافتی پروگرام منعقد کیے گئے، جن میں متعلقہ شعبہ جات کی نامور شخصیات نے شرکت کی۔ مرکزی کیمپس کی تقریبات کے علاوہ جامعہ کے مختلف شعبوں کے زیرِ اہتمام بھی الگ الگ پروگرام منعقد کیے گئے۔

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ایک میٹنگ میں یہ طے پایا کہ جامعہ کی تاریخ اور خدمات سے متعلق نثری تحریریں وقتاً فوقتاً لکھی جاتی رہی ہیں اور یہ سرمایہ جامعہ کے مقصدِ قیام اور کردار کی تفہیم میں معاون بھی ہے۔ البتہ تفہیمِ جامعہ کے نقطۂ نظر سے منظوم فن پاروں کا یقیناً فقدان ہے۔ لہٰذا ایک سو پانچویں یومِ تاسیس کے موقع سے اکادمی کے زیرِ اہتمام ایک ایسا موضوعی مشاعرہ منعقد کیا جائے جس میں ’’جامعہ ملیہ اسلامیہ‘‘ کے عنوان سے نظمیں پیش کی جائیں۔ اس کی ذمے داری اکادمی کے استاد معروف شاعر ڈاکٹر واحد نظیر کو سونپی گئی۔ ڈاکٹر حنا آفریں اور ڈاکٹر نوشاد عالم کے تعاون سے الحمدللہ یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ شعرا کی فہرست سے یہ اندازہ لگانا قطعاً دشوار نہیں کہ بین الاقوامی اور قومی سطح کے اہم شعرائے کرام نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مختلف پہلوؤں پر نظمیں کہیں اور شریکِ مشاعرہ ہوئے۔ اس علمی اور عملی تعاون کے لیے ہم جملہ شعرائے کرام کے شکرگزار ہیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ موضوعی مشاعرے کا گلدستہ ’’جامعہ کی کہانی شاعروں کی زبانی‘‘ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم آپ کی قیمتی رائے کے منتظر ہیں۔ اخیر میں ہم شیخ الجامعہ پروفیسر مظہر آصف صاحب، رجسٹرار پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی صاحب اور ان تمام افراد کے شکرگزار ہیں، جنھوں نے مشاعرے کے انعقاد سے لے کر گلدستے کی طباعت تک کسی نہ کسی حیثیت سے معاونت کی۔

جسیم احمد
(جسیم احمد)

مرتّب نامہ

ڈاکٹر واحد نظیر

اسسٹنٹ پروفیسر

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

اردو شاعری میں ''موضوعی مشاعرہ'' کی روایت بہت پرانی نہیں لیکن مستحکم ہے۔ انجمن پنجاب، لاہور (۱۸۶۵ء) نے جدید نظم کے فروغ کے لیے موضوعاتی نظموں پر مشتمل کئی مشاعرے منعقد کیے اور انھیں ''مناظمہ'' سے موسوم کیا۔ انجمن کی یہ کوشش موضوعاتی شاعری کی تحریک ثابت ہوئی اور نظم نگاری کی روایت مزید مستحکم ہوئی۔

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، ایسا ادارہ ہے جو اردو اور اردو میڈیم اساتذہ کی تدریسی و آموزشی استعداد کے فروغ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ اکادمی اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرام کے انعقاد کے ساتھ ساتھ تدریسی موضوعات پر سمینار، کانفرنس، سمپوزیم، مذاکرہ، ورکشاپ اور حوصلہ افزا پروگرام کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ نیز تدریسی و آموزشی مواد کی تیاری کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ گاہے بہ گاہے شعری نشست اور اہم ادبی شخصیات سے گفتگو کی مجلسیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

۲۹/اکتوبر ۲۰۲۵ء جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ایک سو پانچواں یومِ تاسیس تھا۔ اس موقع پر جامعہ میں ۲۹ اکتوبر تا ۳ نومبر ۲۰۲۵ء چھ روزہ جشن (تعلیمی میلہ) کا اہتمام کیا گیا۔ ان ایام میں جامعہ کے مختلف شعبوں کے زیرِ اہتمام گونا گوں تقریبات منعقد کی گئیں۔ بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۲۰۲۵ء بوقت ۳ بجے دن اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے ایک مخصوص موضوعی مشاعرے کا انعقاد کیا جس کا موضوع ''جامعہ ملیہ اسلامیہ'' تھا۔ مشاعرے میں ۱۴ شعرا و شاعرات نے نظمیں پیش کیں اور ایک شاعر شریکِ مشاعرہ نہ ہو سکے لیکن انھوں نے اپنی نظم عنایت کی۔ یہ نظمیں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام کا مقصد اور سو سالہ زندگی میں اس کی حصولیابیوں کے مختلف گوشوں کو آئینہ کرتی ہیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تاریخ میں یہ ''موضوعی مشاعرہ'' اپنی منفرد نوعیت کے لحاظ سے بلاشبہ نقشِ اولین کی حیثیت کا حامل ہے۔

مشاعروں کے ''گلدستے'' کی تاریخ تقریباً دو سو سال پرانی ہے۔ ان گلدستوں کی کئی شکلیں رہی ہیں۔ ان میں ''گلدستوں کے مشاعرے'' اور ''مشاعروں کے گلدستے'' کی روایت زیادہ مستحکم ہے۔ گلدستہ ''جامعہ کی کہانی شاعروں کی زبانی'' کا تعلق آخر الذکر سے ہے۔ البتہ رسائل اور اخبارات کے مدیران کو ''گلدستوں کے مشاعرے'' کا احیا کرنا چاہیے۔ بغیر مالی صرفے اور انتظامی مسائل کے نو واردوں کی شعری تربیت اور مزاولت کے لیے آزمودہ نسخہ ہے۔

اس گلدستہ میں موضوعی مشاعرے میں پیش کردہ تمام نظمیں شامل ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس قبیل کی تخلیقات ادبی سے زیادہ تاریخی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ لہٰذا جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بنیادی جوہر کی جمالیاتی شناخت کے ساتھ ساتھ اس کی تاریخی نہجوں کی شاعرانہ تفہیم کے حوالے سے یہ ''گلدستہ'' اہلِ نظر کی داد کا مستحق ہے۔

(واحد نظیر)

پروفیسر شہپر رسول

جامعہ سے

عقل واخلاص کی بنیاد پہ تعمیر ہے تو
جامعہ تربیت و علم کی جاگیر ہے تو

عزم و اعمال و کمالات کی تاثیر ہے تو
جس سے روشن ہوئی تقدیر وہ تدبیر ہے تو

روشنائی میں گُندھے دانش وتہذیب کی جو
ایسے الفاظ میں لکھّی ہوئی تحریر ہے تو

اک صدی بیت گئی تجھ کو حقیقت کرتے
ذہنِ جوہرؔ میں جو چسپاں تھی وہ تصویر ہے تو

کیسے تھے ذاکرؔ و محمودؔ و مجیبؔ و عابدؔ
کس بلا کے مہ و خورشید کی تنویر ہے تو

کتنی ہی آنکھوں نے اک ساتھ جو دیکھا تھا کبھی
ہاں اُسی خواب کی تعبیرِ ہمہ گیر ہے تو

جامعی ہونے پہ کیوں فخر نہ ہو شہپر کو
کس قدر اُس کے لیے باعثِ توقیر ہے تو

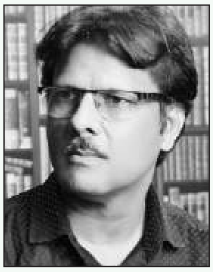

پروفیسر احمد محفوظ

در مدح جامعہ

سب کے نصیب میں کہاں نقد لقائے جامعہ
اپنی خودی جو گم کرے بس وہی پائے جامعہ

علم و ہنر کے سامنے کیا زر و مال کی بساط
رتبۂ شاہ کچھ نہیں پیشِ گدائے جامعہ

محفل رنگ و نور کی ساری کشش اسی سے ہے
مایۂ رونقِ حیات آب و ہوائے جامعہ

شکر خدا کہ جان و دل دونوں ہی سرخ رو ہوئے
دل ہے نثار حرف حق جاں ہے فدائے جامعہ

یک صد و پنج سالگی اس پہ یہ رخ یہ تازگی
ہے وہی حسن اور وہی ناز و ادائے جامعہ

جلوہ گہِ دل و نظر ہیں جو یہاں کے بام و در
مجمع جامعات میں کیوں نکے نہ بھائے جامعہ

نسبتِ شوق دیکھیے ہے یہی ہر زبان پر
جامعہ ہے مرے لیے میں ہوں برائے جامعہ

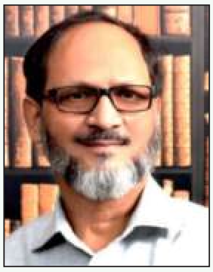

پروفیسر کوثر مظہری

نئی جامعہ کا فسانہ نیا

الٰہی قلم کو سیاہی وہ دے
مرے ذہن کی جس سے ظلمت مٹے

کھلے سامنے یہ ضمیرِحیات
کہ کھل جائے مجھ پر درِ کائنات

سرافراز تھے وہ رفیع الخیال
اکابر جو تھے سب بدیع الجمال

ہوا دل میں پیدا عجب اضطراب
کھلے دل پہ علم و ہنر کے جو باب

جو قوم اب تلک کہ زبونِ حال تھی
زبوں حال کیا بلکہ پامال تھی

وہ محمودِ و ذاکرؔ وہ جوہرؔ اٹھے
وہ گاندھیؔ وہ آزادؔ بھی مل گئے

وہ مختارؔ انصاریؔ بے غرض
کیے ٹھیک ملت کے سارے مرض

ہوئے حیلہ و مکر و فن دفن سب
معالج ملے اور ملا اک مطب

جہاں شمع علم و ادب اک جلی
وہیں جامعہ ملیہ بن گئی

علوم و فنون اب پڑھانے لگے
چراغِ تمدّن جلانے لگے

نشیب و فرازِ زمن سے گزر
ہوئی جامعہ اور تابندہ تر

شرور و فتن سے گزرتے ہوئے
اکابر کو بھی یاد کرتے ہوئے

شبِ تار میں کچھ ہویدا ہوا
نیا آفتاب ایک پیدا ہوا

ضیا پاشیِ نور ہونے لگی
اُدھر چھپ کے ظلمت بھی رونے لگی

نیا ساز ہے اور ترانہ نیا
نئی جامعہ ہے فسانہ نیا

ہوئے مظہر آصف نئے سربراہ
ہے جن پر ٹکی آج ہر اک نگاہ

ہر اک لب کو حسنِ تبسم ملا
خموشی کو اِذن تکلّم ملا

ہو قمری کہ ہو عندلیبِ چمن
ہے شاخِ گُلِ تر پہ وہ نغمہ زن

زمیں جامعہ کی بنی آسماں
جہاں والے بھی اب ہیں رطب اللّسان

سبھی ہیں لگے اس کی تزئین میں
دعاؤں میں ہیں یا کہ آمین میں

سن اے کوثرِؔ بے زباں غور کر
دعا دل سے اپنے بہر طور کر

نظر کوئی بد اس طرف اٹھ نہ پائے
خزاں کا نہ سایہ تلک اس پہ آئے

———

ڈاکٹر خالد مبشر

شہرِ آرزو کے نام

یہ کس نے کہہ دیا مجنوں فقط صحرا بساتے ہیں؟
کچھ ایسے بھی دوانے ہیں جو خونِ دل سے شہرِ آرزو آباد کرتے ہیں
وہ دیوانے کہ دانائی جنھیں مرشد سمجھتی ہے
وہ دیوانے شعور و آگہی کے پیچ و خم کو جن کے نقشِ پا سے نسبت ہے
وہ دیوانے کہ گردِ راہ جن کی کہکشانِ فکر و فن ٹھہری
انھیں دیوانوں، مستانوں نے شہرِ دانشِ حاضر بسایا تھا
اک ایسا شہر جس کی خاک علم و آگہی، روشن خیالی، فکر و دانش، جذبۂ تعمیرِ ذہن و دل، محبت، قومی یکجہتی، رواداری، اخوت، روشنی، خوشبو،
نمودِ وحدت و کثرت اور آزادی کی سرشاری سے معمور و منور ہے
اک ایسا شہر جس کی خاک میں فرسودگی، ماضی پرستی، کور ذوقی، تیرہ ذہنی، فرقہ بندی اور غلامی سے بغاوت ہی بغاوت ہے
صدی گزری رہا ہوگا یہ شہر آرزو کتنے ہی افسانوں سے وابستہ
طلسم و سحر، بزم و رزم، حسن و عشق کیسے کیسے عنوانوں سے، ارمانوں سے، طوفانوں سے وابستہ
یہی اک شہر، شہرِ دل ہے، شہرِ جاں ہے، شہرِ آرزو میرا
گریباں چاک ہو جائے کہ سینہ چاک ہو جائے
مرے خونِ جگر سے کچھ تو یہ مٹی ذرا نمناک ہو جائے
اسی کی خاک سے پیوند میری خاک ہو جائے

ڈاکٹر محمد احمد نعیمی

جامعہ ملیہ اسلامیہ

☆ حرفِ ابجد سے سنو تم جامعہ کی داستاں
کرتا ہے ہر حرف اس کا مختلف ذکرو بیاں

ج جیم سے ہے جامعہ علم و ہنر کا گلستاں
ا اور اَلف سے اعلیٰ ہے تعلیم کا روح رواں

م میم سے مرکز ہے دینی اور عصری علم کا
ع عین ہے عظمت پہ شاہد باخدا اے مہرباں

ہ ہائے ہَوَّز ہے نشانِ ہند اے پیارے عزیز
م میم سے اس کی محبت آشکارا اور عیاں

ل لام سے لائق ہیں بے شک عزت و اکرام کے
اس کے تلمیذ و معلّم عاملین و حکمراں

ی یَا سے یَاور درحقیقت تِشنگانِ علم کا
ہ ہائے ثانی سے ہے ہادی رہنماؤ ترجماں

ا ہے اَلِف ثانی دلیل ارفع و اعلیٰ جناب
س سین سے سالم ہے اس کی قدروشہرت کا جہاں

ل لامِ ثانی سے لواءِ علم ہے اس کا علَم
ا اور الف ثالث سے اہلِ علم کا دریا راں

م میم سے مِہرو وفا اُنس و محبت دوستی
ی یاد آئے ہیں یہ یَا سے ہر گھڑی ہر پل یہاں

☆ جوہر و محمود اجمل اور مختار و حمید
اور ذاکر اس کے بانی جامعہ کے باغباں

ہ ہاسے ہدیہ جامعہ ہے اے نعیمی ان کا جو
تھے مجاہد اس وطن کے اور مخلص بے گماں

ڈاکٹر ایم۔آر۔قاسمی

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نام

اے جامعہ تری کِتنوں پہ مہربانی ہے
ذہین لوگوں کی تُو ایک راجدھانی ہے

یہیں سے سیکھے ہیں آدابِ زندگی ہم نے
کئی برس ترے رستوں کی خاک چھانی ہے

حسین خوابوں کی تعبیر ہے یہ گہوارہ
مرے بزرگوں کی کاوش کی اک نشانی ہے

کُھلے یہیں سے ہیں تہذیب کے دریچے بھی
ہماری جہدِ مسلسل کی یہ کہانی ہے

یہ جامعہ یہی علم و ہُنر کا مرکز ہے
یہی زمین جو دنیا میں آسمانی ہے

ادب کے علم کے چرچے ہر اک زباں پہ ہیں
دِلوں میں سب کے لَو، تعلیم کی جلانی ہے

خلوص پیار اور ایثار تیری رُوح میں ہے
تبھی تو تیری ہر اک دل پہ حکمرانی ہے

ادھوری سی غزل کے ۳ شعر جامعہ کے نام

یہاں جو آئے تو روشن ہوئے دماغ و دِل
یہاں تو راستے سب علم کے منوّر تھے

ترے دیار کی مٹّی ہمیں عزیز رہی
وگر نہ علم و ہُنر ہر جگہ میسّر تھے

یہ حرف وصوت کے سب سلسلے تجھی سے ہیں
یہاں کے اجمل و جوہر بڑے سخنور تھے

جناب افضل منگلوری

جامعہ ملیہ اسلامیہ

ادراک و آگہی سے مزین ہے جامعہ
بابِ شعور و فکر درِ فن ہے جامعہ

اجمل، مجید، جوہر و مختار کا چمن
محمود کے بھی خوابوں کا گلشن ہے جامعہ

آزاد اور گاندھی کا یہ ہے ''دیار شوق''
اقبال کی خودی کا نشیمن ہے جامعہ

مقصود شرحِ علّم الانسان ہے جس کا
''اقرا باسم'' کا بھی یہ مخزن ہے جامعہ

عابد، مجیب جس کے تھے شبیر پاسباں
ذاکر حسین کا وہی مسکن ہے جامعہ

ہوتا نہیں غروب یہ وہ آفتاب ہے
پیہم ضیائے علم سے روشن ہے جامعہ

جس میں نمایاں عکس علی گڑھ کا نور ہے
تہذیب ہند کا وہی درپن ہے جامعہ

محفوظ ہے یہ بغض وتعصب کی دھوپ سے
قدرت کے زیر سایۂ دامن ہے جامعہ

ہندوستاں کا دل ہے یہ دلی کہیں جسے
اوراس دھڑکتے دل کی ہی دھڑکن ہے جامعہ

جمنا کنارے دانش و وجدان کا ہے تاج
اور امن و اتحاد کا مدھوبن ہے جامعہ

وسودیو کٹمب کم کی یہاں پر سگندھ ہے
افضل یہ سد وچاروں کا چندن ہے جامعہ

جناب احمد علوی

فقط ہوتا یہ جامعہ ملیہ
دیا نام باپو نے اسلامیہ
یہی جامعہ ملیہ کی زمیں
مرے واسطے ہے یہ خلدِ بریں
یہ مٹی ہے علم و عمل کا نگر
یہاں پیدا ہوتے ہیں لعل و گہر
یہاں سب کے خوابوں کی تعبیر ہے
درخشاں فیوچر کی تصویر ہے
یہاں ذرے بن جاتے ہیں آفتاب
یہاں کی فضا میں رچا انقلاب
خلا میں ستاروں کی باہیں کھلیں
یہ وہ جامعہ جس سے راہیں کھلیں
بنے علم و دانش کے پودے شجر
یہاں کے تو ذرے بھی شمس و قمر
محبت کی سیکھی یہیں پر زباں
ملے گا یہیں سارا ہندوستاں
یہی وہ چمن جس کے سائے تلے
مذاہب جہاں بھر کے ملتے گلے
ضیا ظلمتوں سے نکلتی یہیں
جوانوں کی دنیا بدلتی یہیں
ہوئے علم و دانش کے چشمے رواں
یہیں ہم نے سیکھی وفا کی زباں
چلے درس و تحقیق کے کارواں
تمدن کے تہذیب کے گلستاں
خلوص و محبت کی ہے درس گاہ
یہ فہم و فراست کی ہے درس گاہ
یہاں کلمۂ حق کا جلوہ بھی ہے
یہاں دین بھی اور دنیا بھی ہے
یہاں علم و حکمت کے دریا بہیں
یہاں پر ذہانت کے دریا بہیں
کہاں تک کروں تیری عظمت بیاں
تجھے ہم کہیں تاجِ ہندوستاں

ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا

نذر جامعہ

اے جامعہ اے جامعہ،اے جامعہ ملیہ
ظلمت کے دور سیاہ میں،تقدیس کا روشن دیا

ملت کی تو پہچان ہے،ہندوستاں کی شان ہے
گہوارہ علم و فن کا ہے،اسلام کا فرمان ہے

ٹیگور و گاندھی کا وچن،آزاد و ذاکر کی لگن
تو خواب انصاری کا ہے،اجمل و جوہر کا چمن

ان کا مقولہ تھا یہی، کیوں غیر کی تقلید ہو
حب وطن قایم رہے،ملت کی بھی تائید ہو

اپنی خودی، اپنی انا، کیوں غیر کی محتاج ہو
جب وارث ملت ہیں ہم،سر پر ہمارے تاج ہو

اقراء باسم ربک کی، تو ہی تو تفسیر ہے
اور رب زدنی علم کی، بھی تو ہی تو تعبیر ہے

تعلیم اور تہذیب میں، تیرا ہی فیض عام ہے
گیتا کے بھی اشلوک ہیں، قرآن کی تاثیر ہے

تیری ضیائے علم سے،ذروں کو تابانی ملے
جویندۂ علم و ہنر کو فیض لاثانی ملے

تیرے ہاتھوں میں ہی،ہوگا علم و دانش کا علم
تیرے فرزند ہی،تراشیں گے ترقی کے صنم

تجھ سے روشن قوم کی تقدیر، اللہ کا کرم
علّم الانسان،کا لہرا رہا ہے تو علَم

ڈاکٹر عادل حیات

یہی ہے جامعہ

یہی ہے جامعہ، دانش کدہ سب اِس کو کہتے ہیں
یہاں پر تربیت کے سارے ہی اسباب رہتے ہیں
یہاں ویران آنکھوں میں سنہرے خواب ہیں بستے
یہاں کردار نے لفظوں کو معنی کے ہنر بخشے
یہاں مصروف ہیں سب علم کی شمعیں جلانے میں
شعاعیں کیوں نہ بدلیں پھر سیاہی کو اجالے میں
سمندر علم کا ہے، آشنائے باغِ عرفاں ہے
زبانیں سرخرو کتنی ہیں، اردو بھی فروزاں ہے
یہاں ماضی کی یادیں حال کے ماتھے پہ چمکی ہیں
یہیں پر آنے والے کل کی بنیادیں بھی رکھّی ہیں
یہاں بے رنگیوں میں رنگِ الفت زندہ رہتا ہے
ستم کے دور میں بھی حوصلہ پائندہ رہتا ہے
نہ اپنی شان و شوکت کا کبھی جھکنے دیا پرچم
علَم کو تھام کر رکھّا ہے بس تہذیب کے ہردم
یہی وہ جامعہ ہے جو کہ خوابوں کی صداقت ہے
خمیرِ عشق سے گوندھی ہوئی یہ اک حقیقت ہے
یہاں استاد، شاگردوں کے بھی چہرے چمکتے ہیں
یہاں الفاظ سوچوں کے گلابوں سے مہکتے ہیں
یہاں علم و ادب کی چاہ ہر جذبے کا کامل ہے
یہاں پتھر بھی گویا اک چراغِ راہِ منزل ہے
در و دیوار پر اِس کی وہی ماضی کی رونق ہے
یہ ان خوابوں کا پھل ہے، جن کا مرکز ملّتِ حق ہے
نئے عزموں، نئی سوچوں کے کیسے باغباں نکلے
نئے ساتھی، نئی راہوں، رُتوں کے پاسباں نکلے
یہاں سکہ ہنر کا ہر کسی کے دل پہ چلتا ہے
قلم کی نوک سے تخلیق کا دریا نکلتا ہے
یہی ہے جامعہ، تاریخ کی تعمیر کا محور
ہر اک ذرّہ یہاں کی داستاں کہتا ہے چُپ رہ کر
یہاں ماضی کی کرنیں حال کے آنگن میں روشن ہیں
نقوشِ بزمِ دل جو ہیں، وہ سارے کل کے درپن ہیں
نئے افکار کے پنچھی یہاں سے اڑ کے جاتے ہیں
نئے خوابوں کی بستی اک نئی دنیا بساتے ہیں!

ڈاکٹر خان محمد رضوان

چشمۂ علم و ہنر، دریا نما ہے جامعہ
تشنگانِ علم و فن کا آسرا ہے جامعہ
بانیانِ جامعہ کو بخش دے ربِّ کریم
ذاکر و جوہر کی محنت کا صلا ہے جامعہ

مبتلائے غم کی راحت جامعہ
چاہنے والوں کی چاہت جامعہ
قدر اس کی کرتے ہیں اہل ہنر
بانٹتا ہے علمی دولت جامعہ

اہل دل اہل نظر کرتے ہیں ان کا احترام
سارے معماروں کو رضواں دل سے ہے میرا سلام
ان کی سیرت خامشی سے دے رہی ہے یہ پیام
اس جہاں میں کام کرنے والوں کا ہوتا ہے نام

محترمہ خالدہ پروین بیتاب

جامعہ کے نام

یہ مسئلہ نہ زمیں کا نہ آسماں کا ہے
یہ جامعہ میں ہر اک لمحہ امتحاں کا ہے

یہیں سے پھوٹا ہے ہر چشمہ علم و حکمت کا
یہ جامعہ ہے، یہ منبع جہاں جہاں کا ہے

جدا ہوئے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتے
ہمارا علم سے رشتہ تو جسم و جاں کا ہے

تمھارے خوابوں سے مل کر ہوئے مکمل خواب
نہیں تو آنکھوں میں یہ خواب پھر کہاں کا ہے

ہمارا عشق ہمیں تیرے در پہ لے آیا
زباں پہ لفظ ہماری اسی گماں کا ہے

ہزارہا ہوئے قربان تیری عظمت پر
یہ مسئلہ تری عظمت، مرے نشاں کا ہے

تمھاے چاہنے والے گئے جو سجدوں میں
سفر یہ لمحوں کا بھی جیسے آسماں کا ہے

صدائیں گونجی ہیں بیتاب کی خلاؤں میں
یہ مجھ پہ رحم و کرم تیرے سائباں کا ہے

ڈاکٹر امتیاز رومی

شہرِ طرب

یہ خاک ہے مرکزِ علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے
اس خاک سے عالم روشن ہے ملت کی جبیں کا تارہ ہے

اس شہر طرب میں جو دیکھو ہر آن برستا ہے بادل
ہے جیسے غزل کا حسن لیے آنکھوں میں لگائے ہے کاجل
تہذیب یہاں گنگا جمنی متھرا کاشی ہے تاج محل
جس وقت پکارا ہے ہم نے پرچم بھی بنا ہے یہ آنچل
کیا اہل خرد کیا اہل جنوں ہر لب پر ایک ہی نعرہ ہے
یہ خاک ہے مرکز علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے

یکجا ہیں یہاں پر دیر وحرم محراب بھی ہے میخانہ بھی
ہر لحظہ دور جام یہاں ہے ساقی بھی پیمانہ بھی
برپا ہے یہاں پر بزم طرب ہیں اہل نظر دیوانہ بھی
سب ایک ہی دھن میں گاتے ہیں فرزانہ بھی مستانہ بھی
اس بزم جہاں میں کیا کہیے ہر سمت یہی نقارہ ہے
اس خاک سے عالم روشن ہے ملت کی جبیں کا تارہ ہے

اسلاف نے جو بھی دیکھے تھے ملت کے سنہرے خواب یہاں
اس خاک سے پیدا ہوتے ہیں ارباب ہنر اصحاب یہاں
سینچا ہے لہو سے گلشن کو ہر کوچہ ہے شاداب یہاں
ہر ذرہ علم کا مظہر ہے ہر ذرہ ہے مہتاب یہاں
اس خاک وطن کا ہر ذرہ خود میں روشن سیارہ ہے
یہ خاک ہے مرکز علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے

ہے صبح بنارس کا منظر سنگم کی حسیں ہے شام یہاں
سب رنگ میں نام رحیمن کا سب ہردے وچ ہے رام یہاں
ہر گام ہے بزم عیش وطرب ہر آن ہے دور جام یہاں
ہے جوش وجنوں کا یہ عالم بس کام ہی ہے آرام یہاں
یہ اہل جنوں کی بستی ہے کیا خوب یہاں نظّارہ ہے
اس خاک سے عالم روشن ہے ملت کی جبیں کا تارہ ہے

یہ گلشن علم و دانش ہے اور گاندھی اس کے رہبر ہیں
محمود حسن مختار احمد اجمل ذاکر اور جوہر ہیں
اس علم و ہنر کے مرکز کی بنیاد میں ایسے گوہر ہیں
سب علم وفکر کے دریا بھی سیراب ہوئے اس در پر ہیں
یہ مخزن علم وحکمت ہے یہ فکر وعمل کا شرارہ ہے
یہ خاک ہے مرکز علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے

این صوفی وصافی آصف دین این مظہر دل این جان جگر
اوصاف حمیدہ خوب ترا مہتاب جہان صفا پیکر
از پرتو تو این دانش گاہ افلاک رسیدن اے دلبر
زِ لطف وعنایت تو سرور چہ محفل خوباں بر این در
زِین خاک منوّر شد عالم یہ دانشِ ہند مہ پارہ ہے
یہ خاک ہے مرکز علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے

یہ شہر طرب آباد رہے رومؔی کی دعا ہے شاد رہے
ہر دل میں تمھاری یاد رہے ہر لب پہ یہی فریاد رہے
یہ شہر طرب آباد رہا یہ شہر طرب آباد رہے
ہے عظمت و رفعت کا تارہ تعلیم کا یہ شہ پارہ ہے
یہ خاک ہے مرکز علم وفن تہذیب کا یہ گہوارہ ہے
اس خاک سے عالم روشن ہے ملت کی جبیں کا تارہ ہے

جناب سفیر صدیقی

دیارِ شوق

سنا ہے ایک صدی گزری چند اہلِ جنوں
محبّ قوم و وطن عاشق علوم و فنوں
بسا گئے تھے عجب ایک شہر بوقلموں
ہے اہل حق کے لیے جس کا ہونا وجہ سکوں

جہاں کے آب سے صد خار دل گلاب ہوئے
جہاں کی تاب سے ذرے بھی ماہتاب ہوئے
جلو میں جس کے ہزاروں ہی طفل شاب ہوئے
نہ جانے کتنے ممولے جہاں عُقاب ہوئے

جہاں پہ ملتی ہے ہر ایک خواب کو تعبیر
ہر اک خیال کو دی جاتی ہے جہاں تصویر
جہاں کی خاک نے بدلی ہے کتنوں کی تقدیر
مریض شوق کی خاطر ہے جو جگہ اکسیر

سنا ہے ایک صدی گزری، لیکن اب بھی سفیر
جہاں میں ڈھونڈھے سے ملتی نہیں ہے اس کی نظیر
چمک رہا ہے اسی شان سے بفضلِ قدیر
دیارِ شوق ہمارا، ہمارا شہرِ منیر

نعمتِ بے بہا جامعہ ملیہ

ڈاکٹر واحد نظیر

آرہی ہے صدا مرحبا مرحبا
نعمتِ بے بہا جامعہ ملیہ
جس کا ہر نقش ہے اک نویدِ بقا
جس کی تاریخ ہے منبعِ پُرضیا
جس کی اک اک ادا رہنما ناخدا
جاں فزا لاحقہ جس کا اسلامیہ
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

جس کی تحریک سے ظلم زیر و زبر
غازۂ ملک و دیں جس کا خونِ جگر
انقلاب آفریں مستقل سر بسر
جبر کے سامنے ہو کے سینہ سپر
اہلِ باطل کو دکھلائے جو آئینہ
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

فضل کی داستاں جس کے دیوار و در
زندگی بانٹتی جس کی شام و سحر
ساقیِ فکر و فن ہر گھڑی ہر پہر
ہے پلاتا جہاں جامِ علم و ہنر
رند کی جمگھٹیں میکشی میکدہ
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

لہلہاتی ہوئی فصل ایسی جہاں
بالیاں اہلِ ادراک کی کہکشاں
شاخ برگ و ثمر پھول مثلِ زباں
گویا اک اک نشاں جس کے رطب اللساں
سن سکو تو سنو نغمہ زن ہے فضا
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

چاند سورج فلک پر ہیں اک اک مگر
جامعہ میں ہوئے کتنے شمس و قمر
ہے سمندر سے تشبیہ بھی خوب تر
کوکھ میں جس کی پلتے ہیں لعل و گہر
خوب پھولے پھلے اے خدا ہے دعا
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

شان جس کی رہی دائمی معتبر
جس کے دیدے کی پتلی رہے دیدہ ور
جس کا زیور بنے اہلِ فکر و نظر
روشنی کا سفر روشنی ہم سفر
روشنی ہی خبر روشنی مبتدا
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ

دے ممولوں کو شہباز کے بال و پر
ناتوانوں کو کر دے جو شیرِ ببر
جو ہو بیچارہ اس کو کرے چارہ گر
الغرض ہے رقم قصۂ مختصر
اہلِ ہندوستاں کا ہے دارالشفا
جامعہ ملیہ جامعہ ملیہ
جاں فزا لاحقہ جس کا اسلامیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ۱۰۵ ویں یومِ تاسیس کے موقع پر

اکادمی برائے فروغِ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ

کے زیرِ اہتمام

موضوعی مشاعرہ بعنوان : جامعہ ملیہ اسلامیہ

بمقام: کانفرنس ہال، نوم چومسکی کمپلیکس، گیٹ نمبر-19، جامعہ ملیہ اسلامیہ   بتاریخ : ۳۰/ اکتوبر ۲۰۲۵ء   وقت: ۳ بجے

شیخ الجامعہ

پروفیسر مظہر آصف

رجسٹرار

پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی

کنوینر

پروفیسر جسیم احمد

انتظامیہ کمیٹی

ڈاکٹر حنا آفریں

اسسٹنٹ پروفیسر، اے پی ڈی یو ایم ٹی
جامعہ ملیہ اسلامیہ

ڈاکٹر واحد نظیر

اسسٹنٹ پروفیسر، اے پی ڈی یو ایم ٹی
جامعہ ملیہ اسلامیہ

ڈاکٹر نوشاد عالم

اسسٹنٹ پروفیسر، اے پی ڈی یو ایم ٹی
جامعہ ملیہ اسلامیہ

GULDASTA-E-MAUZUI MUSHAIRA

Jamia ki Kahani Shairon ki Zabani

Academy of Professional Development of Urdu Medium Teachers

Jamia Millia Islamia, Noam Chomsky Complex,
Jamia Nagar, New Delhi-25 E-mail: apdut@jmi.ac.in

جامعہ کا ترانہ

دیارِ شوق میرا دیارِ شوق میرا
شہرِ آرزو میرا شہرِ آرزو میرا

ہوئے تھے آ کے یہیں خیمہ زن وہ دیوانے — اٹھے تھے سن کے جو آوازِ رہبرانِ وطن
یہیں سے شوق کی بے ربطیوں کو ربط ملا — اسی نے ہوش کو بخشا جنوں کا پیراہن
یہیں سے لالۂ صحرا کو یہ سراغ ملا — کہ دل کے داغ کو کس طرح رکھتے ہیں روشن

دیارِ شوق میرا، شہرِ آرزو میرا

یہ اہلِ شوق کی بستی یہ سرپھروں کا دیار — یہاں کی صبح نرالی، یہاں کی شام نئی
یہاں کی رسم و رہِ مے کشی جدا سب سے — یہاں کے جام نئے، طرحِ رقصِ جام نئی
یہاں پہ تشنہ لبی مے کشی کا حاصل ہے — یہ بزمِ دل ہے یہاں کی صلائے عام نئی

دیارِ شوق میرا، شہرِ آرزو میرا

یہاں پہ شمعِ ہدایت ہے صرف اپنا ضمیر — یہاں پہ قبلۂ ایمان کعبۂ دل ہے
سفر ہے دین یہاں، کفر ہے قیام یہاں — یہاں پہ راہ روی خود حصولِ منزل ہے
شناوری کا تقاضہ ہے نو بہ نو طوفاں — کنارِ موج میں آسودگیِ ساحل ہے

دیارِ شوق میرا، شہرِ آرزو میرا

(از: محمد خلیق صدیقی)

Printing Sponsor

CREATIVE STAR PUBLICATIONS
+91 8851148278 (w) 9958380431
creativestar1122@gmail.com
OKHLA, NEW DELHI

9 789348 299642